

## ذات شریف

ہمیں یہ بات بھپن میں معلم نے سکھائی ہے  
مرانی میں بھلائی ہے بھلائی میں بُرانی ہے

گرمیوں کے دن صحیح کا وقت ہے۔ ابھی آفتاب سطحِ افق سے بلند ہمیں ہوا۔ ٹھنڈی سی ہوا جل رہی ہے۔ جو لوگ گرمی کے مارے رات بھر کر دین بدل کر تڑ پکڑے ہیں ان کی آنکھوں میں نیند کا خار بھرا ہوا ہے مگر کار و بار کی فزورتوں نے ستر سے اٹھا کے بھٹکادیا ہے۔ کوئی حلقہ بھرنے کی فکر نہیں ہے۔ کوئی ہاتھ منہ دھورنا ہے کوئی کپڑے بہن رہا ہے۔ کوئی نصر من الشرکیہ کے ٹھنڈے ذکری کی تلاش میں نکلا ہے۔ بازاروں میں چہل بیل ہے۔ خوانچے والے گلیوں میں چینخے پھرتے ہیں۔ بعض نیند کے مارے ابھی تک سورج ہے ہیں۔ اور دیر تک سوچیں گے۔ حضرت عباس کی درگاہ کے قریب وزیر باغ کو جو بڑک جاتی ہے اس پر تھوڑی روچل کر داہنے ہاتھ کو جوگی مردی ہے اس گلی میں چند قدم کے فاصلے پر کچا احاطہ ہے اور اس احاطے میں چند مکان ہیں ایک میں تو حکیم صاحب رہنے ہیں۔ ان کا دروازہ شمال رویہ ہے۔ دروازے کے پاس ایک مختصر سماں ہے۔ اس کو میں حکیم صاحب مطلب کرتے ہیں۔ اس کے آگے چبوترہ ہے۔ اس پر سائیں بڑے ہے۔ چبوترے سے ملا ہوا ایک اٹی کا درخت ہے۔ یہاں دو تین گرسیاں پانچ چار مونڈھے بڑے ہوئے ہیں۔ ابھی حکیم صاحب گھر سے برآمد ہو کے ایک کرسی پر نیٹھے ہیں۔ آدمی نے حقہ بھر کے سامنے رکھ دیا ہے۔ حکیم صاحب نے حقہ کے دو ہی ایک لش پر بیوی گے کہ دو صاحب اور اپنے اپنے گھروں سے نکل کے بعد تمہوں سلام علیکم اور مراجی بُرسی کے رامنے مونڈھوں پر آبیٹھے۔ ان میں سے بھی ایک صاحب کے ہاتھ میں ڈیڑھ ستمہ حلقہ ہے خوب سلگا ہوا۔ حکیم صاحب۔ یہ صاحب والتر! آپ کا حقہ تو اس وقت قیامت کر رہا ہے۔

میر صاحب - (حقہ حکیم صاحب کے سامنے لا کے) یہ چہرہ۔ لاحظہ فرمائیئے۔

حکیم صاحب - جس تو یونہی اچھا ہتا تھا۔ تو پھر (اپنے حقہ کی طرف اشارہ کر کے) یہ حقہ۔

میر صادب - مجھے محبت ہو۔

حکیم صاحب - خدا اجانے نبی بخش (خدمتگار) کس طرح حقہ بھرتے ہیں۔ ڈاکٹر صدیق پر ہو گیا بھی انکے سلسلہ کا

ہی نہیں۔

نبی بخش - (زیرِ بُنگار کے) اے حضور! ابھی تو بھر کے رکھا ہے۔ بھاری تو اسے سلاسلہ کا  
لایئے پھونک دوں۔ اگر ایسی آسی جلدی ہے تو مسلمان بھروالیا کیجئے۔

میر صاحب - نبی بخش حقہ سے چلم اوتار کے چلے ہی تھے کہ میر صاحب نے چام ہاتھ سے لے لی۔

میر صاحب - اب کیا حقہ کو غائب کر دو گے دیکھو میں درست کئے دیتا ہوں۔

حکیم صاحب - آپ نہ تخلیف فرمائیں۔ درست ہو جائے گا۔ نبی بخش کی طرف انکھ سے اشارہ کیا۔

نبی بخش اپھر چلم لینے کو بڑھ دے تھے کہ۔

میر صاحب - نہیں تم رہنے روئیں درست کر لوں گا۔

دار و غیر صاحب - (دوسرے صاحب جو ابھی تک چلکے یہی تھے) نہیں۔ اب میر صاحب

چلم کی جان نہ چھوڑ سس گے۔

حکیم صاحب - اس میں شک نہیں کہ جیسا شوق حقہ کا ہمارے جانب میر صاحب کو ہے ایسا بھی کم ہوتا

ہے۔

دار و غیر صاحب - کیوں نہ ہو۔ افیون کے شوق میں جنہیں اعظم ہے۔

حکیم صاحب - اس میں تو شک نہیں افیونی جیسے حقہ کے قدر شناس ہوتے ہیں۔ اور کوئی

نہیں ہوتا۔

دار و غیر صاحب - قدر شناس نہ کہے۔ نفس شناس فرمائیئے۔ حقہ کی دلکشی بھال بھی انھیں کے

چھے میں ہے۔

مرزا صاحب - دیک اور صاحب جو بھی آگے سامنے دار و غر صاحب کے قریب کسی پر بیٹھے گئے ہیں (یوں) کہنے کا حق میں مسحا ہیں۔

میر صاحب - اے زندہ باش!

حکیم صاحب - مکار کے درست۔

دار و غر صاحب - میر صاحب کے لطفی بھی قیامت کے ہوتے ہیں۔ یہ سماں کے واسطے زندہ باش کیا خوب۔

القصہ دونوں جلیں حسب دخواہ دھواں دینے لگیں۔ حق کوڑا یاں گئے گے۔ اتنے میں حکیم صاحب کے گھر سے خاصہ داں آیا۔ سب نے پان لکھا کے محفل کارنگ جنم گیا۔ مہمول مذاق کے بعد سنجیدہ مظاہن پر بخت چھڑکی۔

ان صفات کے دلکشی سے ناظرین معلوم ہو جائے گا کہ سنجیدہ مظاہن سے ہماری کیا مراد ہے حکیم صاحب۔ کہہ دار و غر صاحب آپ کی کیفیت کیا ہے۔

دار و غر صاحب - میری سرکار کیسی۔ سرکار نواب صاحب رحوم کے دم تک بھی۔ اب ہم کون جیز نہیں۔ اب اور ہی اور لوگ دخیل ہیں۔

مرزا صاحب - حکیم صاحب کو آپ کا بڑا اعتبار تھا کیا وہ بھی خلاف ہو گیں؟

دار و غر صاحب - نہیں۔ خدا ان کو سلامت رکھے اب تک دنخواہ دیتے جاتی ہیں۔ مگر لوگوں کو یہ بھی شاق ہے۔ دلکشی۔ مگر میں تو کہتا ہوں کہ اس کس پرسی سے تو بہتر ہے کہ بوری ہو رہی بڑھتی ہو جائے۔ پہنچ رہ رہ پڑیہ مہینہ میں میرا ہوتا ہی کیا ہے۔

حکیم صاحب - یہ کیوں؟

دار و غر صاحب - حکیم صاحب قبل اب اُس سرکار میں رہنا سرا سرد نامی ہے۔

حکیم صاحب - چھوٹے نواب صاحب کا کیا حال ہے۔

دار و غر صاحب - کچھ نہ پوچھئے۔ ناگفتہ بہ مخبر لوگ گھسے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اپنے رنگ پر

لگایا ہے۔

حکیم صاحب۔ یہ کہئے۔ بیگم صاحبہ کا بھی کہنا نہیں سنتے؟۔

داروغہ صاحب۔ بیگم صاحبہ کیا چیز ہیں۔ اس حالت میں بڑے نواب صاحب بھی قبرے اور بٹھ کے چل آئیں تو ان کی بھی کچھ نہ سنی جائے گی۔

مرزا صاحب۔ بشرطیکہ نوٹ چھوٹے نواب صاحب ہی کے تخت میں جوں۔

حکیم صاحب۔ درینا چھٹک؟۔ یہ ساری خود سری اسی کی تو ہے؟۔ مگر وہ تو ابھی نابالغ ہیں

مرزا صاحب۔ نابالغ ہیں تو کیا ہوا جعلیوں نے تو سہا جن لگائے ہیں۔ خوب چھتنا چھصن روپتہ

اڑ رملے ہے۔

داروغہ صاحب۔ جیسا ہاں۔ خدا کی قدرت ہے۔

حکیم صاحب۔ تو یہ سرکار بھی ملتی۔ اچھا یہ تو کہئے۔ بیگم صاحبہ کو کیا ملا؟۔

داروغہ صاحب۔ کیا ملا۔ نواب صاحب کے وثائق میں سے سو ادو روپے تین آندہ چار پانی تیس

ہزار۔ کے نوٹ جستے میں آکے۔ مگر بیگم صاحبہ کو اس کی بیداری کیا ہے وہ اپنے گھر سے خوش ہیں۔ مرشد آباد

سے جو چاہیں منکالیں۔ مگر مرشد آباد کی آمدنی کا حال کس کو سعہم نہیں۔

حکیم صاحب۔ اور بیٹی سے کیسی ہیں۔

داروغہ صاحب۔ بہت چاہتی ہیں۔ مگر ان کی حرکتوں سے نالاں ہیں۔

حکیم صاحب۔ اتنا میں کہے دیتا ہوں کہ ایک نہ ایک دن بگڑے گی ضرور۔

داروغہ صاحب۔ جیسا ہاں اس میں کیا شبہ ہے تاکہ چھوٹے نواب صاحب اپنی حرکتوں سے بازنہ آئیں گے۔

حکیم صاحب۔ (سلکا کے) داروغہ صاحب ہیں بیگم صاحبہ کے پاس نوکر رکھوا دیجئے۔

داروغہ صاحب۔ (بات کا پہلو بجھ کے) جی نہیں وہ ایسی بیگم نہیں ہیں جیسی اور اس شہر کی

بیگلات ہیں۔ ڈڑی سخت ہیں۔

حکیم صاحب۔ آپ کو شش تو یکجھے۔

دار وغیرہ صاحب۔ (کسی قدر روکھے بن کے) مجھے آپ نے بھی ایسی کوشش کرتے دیکھا ہے

مرزا صاحب۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے دار وغیرہ صاحب جس سرکار میں رہے صاف رہے  
حکیم صاحب۔ کیا میں نہیں جانتا۔ نہیں سے کہتا ہوں۔

سلسلہ کلام اس حد تک پہنچنے پا یا تھا کہ حکیم صاحب کے مطب میں چند مریض آگئے حاجت دو  
کے تقاضے شروع ہوئے۔ حکیم صاحب کو چاروں نواحی کو ان کی طرف متوجہ کرنا پڑا۔

دار وغیرہ صاحب۔ میر صاحب۔ مرزا صاحب خدا نخواستہ بیمار نہ تھے۔ اس لئے اپنے اپنے گھروں  
میں چلے گئے۔ حکیم صاحب کمرے میں جائیٹھے۔ بعض اور قاروں دریکھے دیکھے کے نسخہ لکھنے لگے۔

اس موقع پر ہم حکیم صاحب کا عملیہ بیان کئے دیتے ہیں تاکہ ناظرین آئندہ جہاں کہیں ان کو دیکھیں  
ابھی طرح سے بھوپال میں۔ میانہ قوں گردی رنگ۔ افربہ۔ ناک نقشہ میں کسی قدر نہ کھدایاں۔ کوں چہرہ آنکھیں  
کسی قدر رچھوٹی۔ سن شریف چالیس سرکھے اور پر۔ اس نسبت سے تو نہ کی استدارت۔ اور رضامنت کو بھی قیاس  
کریجئے۔ مگر اپنی صورت شکل پر حد سے زیادہ نازاں تھے۔ اکثر اوقات کہنے پیش نظر ہتا تھا کہ کسی قدر شرعیت  
مزاج میں تھی۔ اس لئے داڑھی منڈوالی تو نہ جاتی تھی مگر اسقدر باریک کتر واتے تھے کہ اگر خورد بیان سے  
دیکھی جائے تو بھی مشکل نظر آئے۔ موجودوں میں سفید بال کثرت سے تھے کہ ان کو چنے چننے جام عاجز ہو جاتا  
تھا۔ خصاً کی کئی مرتبہ صلاح دی گئی مگر اس کی نوبت ابھی تک نہ آئی تھی۔ یا تو کوئی مجرب نہ خدمتیاب  
نہ ہوا تھا یا یہ کہ حکیم صاحب اس کو علامت پیری تصور کرتے تھے اور بالوں کی سفیدی ایک امر عارضی تھا ابھی  
حکیم صاحب کا رنہی کیا تھا۔ خوش غلافی میں بھی حکیم صاحب اہتمام مزید فرماتے تھے۔ پار چرداں گلی اسکے  
جانے کی نوبت نہ آتی تھی۔ مگر جب کوئی ملکہ امامدالی کا یا جامہ دار یا کوئی جن کی چوگوشہ ٹوپیاں کسی مشہور  
کاریگر کے ہاتھ کی یا سوفیانہ گلوپن جب کسی دست فروش کے ہاتھ لگ جاتا تھا وہ پہلے حکیم صاحب ہی کو دیکھا  
تھا۔ کپڑوں کی قطع و بُرید کا بھی اجھا سیلہ تھا۔ اچھے اچھے درزی ان کے کپڑے بیونتے ہوئے گھبڑا ت  
تھے انگر کھا جس کی چوپی ثقاہیت اور بالکل پن کی وضع میں حدفاصل ہو۔ اس تناسب کو حکیم صاحب سے بغیر

کوئی نہ جانتا تھا۔ یہ سب سامان اس لئے تھا کہ آپ کو مال دار عورتوں کی صیادی کا نہایت شوق تھا۔ آپ کی  
ہمیت مردانہ ہر وقت اس طرف مہذول رہتی تھی کہ کوئی وثیقہ دار بیگم پھنس جائے تاکہ مدحت الحرمین سے  
بسر ہو۔ اکثر جگہ پیغام سلام تھا۔ مگر ابھی تک کوئی سونے کی چڑیا جال میں نہ پھنسی تھی۔

نواب مختار الد ولہ کی ڈیوٹی صیلکھنؤں میں کوئی نہیں جانتا کچھ زیادہ ضرورت پڑتے رہتے کہ نہیں۔ بقول امام  
مہری کے ”پوچھتے پوچھتے آدمی لندھوں تک۔ پہنچ سکتا ہے“ یہ تو ہمارے مکان سے چار ہری قدم کے فاصلے  
پر ہے۔ چلواس وقت وہیں چلیں۔

کی عالی شان مکان ہے۔ ہم کو بننے ہوئے ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہوں گے۔ بننے کیاں پا یا  
نواب کی زندگی نے وفا نہ کی بننے بننے رہ لیا۔ مگر کس سلیقہ سے بنوایا تھا۔ کاشان دار پھاٹک ہے سامنے جن  
بندی کس قیامت کی ہے۔ داہنے طرف دیوان حانہ کس خوبصورتی سے بنایا گیا ہے۔ باش کے درمیان جو بارہ  
ہے وہ بننے بننے رہ گئی۔ باہمیں طرف زنانی ڈیوٹی صیلکھنے پر دو دربان بیٹھے تھے پار ہے ہیں۔ یہ بڑے میاں  
جو سامنے تپائی پر بیٹھے ہوئے کچھ بڑا بڑا رہے ہیں نواب مرعوم کے پڑے نک حلال ملازموں میں سے ہیں۔  
انھوں نے جھوٹ نواب کو گودیوں میں کھلا�ا ہے۔ میاں کرزم خاں انہی کا نام ہے۔

یہ محل سراکا پردہ اور ٹھکر کے جھب سے کوئی باہر نکل آیا۔ بل اماں مہری بھی ہیں۔ بیگم صاحبہ کی

خاص الخاص میں شاید انہی سے اندر کا کچھ بھید ملتے تو ملے ॥

یہ فقرہ جناب حکیم صاحب کا تھا۔ یہ نوبجے رات کا وقت حکیم صاحب یہاں کہاں۔ بات یہ تھی کہ صحیح  
کو دار و غر صاحب سے جس بات میں بچھیر پھاڑک تھی۔ جس پر دار و غر صاحب چین برجیں ہوئے تو وہ بات  
ٹال دی گئی اُس کی فکر حکیم صاحب کو بہت دن سے تھی۔ بڑے نواب کے مرنے کے بعد آپ کو یہ خبط ہوا تھا  
کہ مالدار بیوہ سے کسی نہ کسی قسم کا تعلق جائز یا ناجائز پیدا کرنا چاہئے۔ آج اس وقت رات کو اس فکر میں آ کر  
ہیں کہ کسی نہ کسی سے کچھ بیگم صاحب کا بھید لینا چاہئے۔ معاملہ بہت اہم تھا۔ اور کامیابی موسوم گر حکیم صاحب

کو اپنے حسن صورت و سیرت تھول شاندار اس اور فوش و ضمی پر پورا بھروسہ تھا۔ کسی غیر کو اس معاملے میں ابھی رازدار بنانا بھی منظور نہ تھا۔ لہذا موقع واردات کے لامحظے کے لئے خود ہمیں قدم رنجہ فرمایا ہے۔ ایک لازم یہ چیز تھی ہے۔ جو نہیں مہری در دارے سے نکلی حکیم صاحب نے آدمی کی طرف ٹھکر کے دیکھا۔ وہ ہاتھ باندھ ہوئے آگے کو بڑھا۔

حکیم صاحب - نبی نخش -

نبی نخش - حضور -

حکیم صاحب - دیکھو اس مہری کو پہچان لو۔

نبی نخش - (ذرا زور سے) یہ مہری۔ اس کو تو میں جانتا ہوں۔

حکیم صاحب - میاں چب رہو۔ کوئی سُن نہ لے۔ ہاں تھی مہری۔ تم اسے کیا جانو۔

نبی نخش - اس سے آپ کو کیا مطلب ہے کہ کام کسی طرح ہو جائے گا۔

اپھا اب حکیم صاحب اور میاں نبی نخش کو یہیں جھوٹا رہے۔ ایک ذرا اچھوٹے نواب صاحب کی کھلنا کارنگ دیکھئے۔ اس وقت دیوان خانہ میں جلوہ افزودہ ہیں۔ بینھنے کمرہ دلھن کی طرح سجا ہوا ہے۔ فرش فروش۔ شیدیثہ کالات۔ جو شے ہے لا جواب ہے۔ تو اس میں چھوٹے نواب صاحب کے حسن سلیقہ کو کوئی دخل ہے۔ استفرا اندر بڑے نواب مروم کے بینھنے کام کرے۔ ابھی ان کو انتقال کرے ہوئے کئے دن ہوئے۔ چالیسوائیں تو نہیں آوا۔ دو چار سینیں کے بعد دیکھوڑا کا اس بارہ دری میں کٹے لوٹتے ہوں گے۔ یہ ہم کیا کہتے ہیں۔ ہر عاقل کہہ سکتا ہے۔ درود بوارے بھی صد آزار ہی ہے ذرا اچھوٹے نواب صاحب کے لازمیں اور مصاہبین کو تو دیکھنے شہر کے چھٹے ہوئے بدمعاش جمع ہیں۔ اور یہ جوان میں دو چار تھہ صورتیں نظر آتی ہیں۔ خدا ان سے محفوظ رکھے۔ چارہی دن میں ندیہ مکان ہو گا۔ ندیہ سامان جس کے دم سے یہ رو تھی وہی دنیا سے اٹھ گی۔ چھوٹے نواب کونہ عقل نہ تینز نہ کوئی صلاح کا رعده۔ دن رات جن لوگوں کے حلقے میں رہتے ہیں اُن میں سے ہر ایک فن طارے میں فرد کامل عیاری میں اور ستاد بیگانہ جطازی میں بکتا ہے عصر۔ نواب صاحب کو بذریت خود سوائے ہاں ہو ہوئے کوئی کسی بات کا سلیقہ نہیں، ایک دو تین دو ر

برانڈی کے پی لئے انتہا غفیل ہو گئے سیا اگر کوئی دبیل نہیں تو اُسے بائیک کی جگہ بچپن میں خرچ کر کے بولایا تھوڑے دنوں میں دیوانی کے جمل خانہ میں ہوں گے۔ مگر اس وقت تو بائیک وہیار ہے۔ عالم جوانی شراب ارجوانی شاہد ان بازاری کا بھوم۔ لاڈلاو کی دعوم۔ ایک ہی دور کی کسر ہے۔ نواب صاحب ..... فنافل ہو اچھا ہے جیسے ہیں اب ذرا محل کے اندر کی بھی کچھ سُن کر لینا چاہئے۔ عالی محکم کے صورت میں بیگم صاحبہ سامنے تخت کے چوکے پر گاؤں تک لے لگائے بھی ہیں۔ کسی بردہ نشین کی صورت شکل ہو بھو بیان کر لے سے کیا فائدہ ایسی پاتوں کی فکر اگر ہو تو حکیم صاحب ایسوں کو ہو۔ ہمیں کیا غرض۔ اتنا کہہ کرے ایسی کی صورت سے موروثی امیرانہ شان ظاہر ہے۔ رعب ایسا ہے کہ ایسی دلیسی عورت کی مجال نہیں کہ سامنے بغیر اجازت بیٹھ جائے۔ یا بات کر سکے۔ بآس بالکل سادہ۔ نہیں بھجوں پن سے کمال نفتر۔ خدا کا خوف۔ بزرگوں کی آبرو کا خیال دل میں سایا ہوا۔ موزز شوہر کی وفات سے چہرے پر ادا کی چھانی ہوں۔ اکتوبر بیٹھ کی محبت کے سہارے پر زندگی خدا سے لوٹکارے ہوئے۔ سامنے مصلی پھاہے منزین کی ناز تو فضیلت کے وقت پر پڑھی تھیں اکرائی وقت تک تسبیحیں پڑھ رہی ہیں۔ مغلانیاں۔ پیش خدمتیں اپنے اپنے کام پر مستعد ہیں۔ اتنے میں خاصہ والی نہ آئے۔ حضور خاصہ تیار ہے۔

بیگم صاحبہ نے تسبیح تمام کر کے کہا۔ ارے کوئی ہے۔ چھوٹے نوب کو بلااؤ۔ کیا اس وقت بھی خاصہ گھر میں نہ کھائیں گے۔

ایک مہری دوڑی ہوئی باہر گئی۔ تھوڑی دمک کے بعد آئی تو یہ خبر لائی۔

مہری۔ حضور چھوٹے نوب کے دشمنوں کی طبیعت اچھی نہیں ہے۔ اس وقت خاصہ نہ کھائیں گے بیگم صاحبہ۔ ارے کسی طبیعت ہے۔

مہری۔ حضور یہ تو نہیں معلوم۔

بیگم صاحبہ۔ جا ابھی اپنی آنکھ سے دیکھ کے آہری آگے بڑھی تھی کہ اتنے میں چھوٹی آنا اٹھ کھڑی ہوئی۔ حضور میں جاتی ہوں آخر یہ ہے کیا۔ نوب لگر میں کیوں نہیں آتے آج تین دن سے محل میں نہیں آئے مہری نے پڑت کے کہا۔ اتنا جی آپ کے جانے کا موقع نہیں۔

بیگم صاحبہ۔ کیوں؟۔

مہری - جی کچھ نہیں۔

بیگم صاحبہ - آخر صاف صاف کہہ بات کیا ہے۔

مہری - حضور خیر صلاح ہے۔ مگر اس وقت گھر میں جی جم آئیں گے۔

بیگم صاحبہ - آخر ماجر اکیا ہے کہتی کیوں نہیں۔ اور ان کو کیوں ساتھ نہیں لے جاتی۔

مہری - اس وقت موقع نہیں۔

بیگم صاحبہ - کچھ کہہ تو۔ کیوں موقع نہیں۔ مہری نے کچھ زمربدی کہا جسے بیگم صاحبہ نہیں سننا۔

بیگم صاحبہ - ہائیں یہ میرے سامنے اس طرح چباچبا کے باتیں کرتی ہے۔ مردار کی شامتیں

آلیں۔

مہری - حضور اب میں آپ سے کیا کہوں۔ وہاں کھچا کھج مردوں بھر رہیں۔ عورت ذات کا گذرا

بیگم صاحبہ - اسی یہ کیا کہا ہے عورت ذات کا گذرا نہیں۔ کیا کس نے تجھ سے کچھ کہا؟۔

مہری - کہا کیا۔ جان چھڑانا مشکل ہو گی۔ حضور میں آپ کے صدقے ہو جاؤں۔ عجت نہیں دینگا تی

مجھے دس بارہ برس اس گھر میں ہو گئے اندر سے باہر تک کسی نے آدمی بات تک نہیں کہی۔ آنکھ اٹھا کے

نہیں دیکھا۔ اب جیسے جیسے نئے آدمی چھوٹے نواب اٹھ رکھے تو کر رکھتے جائیں گے دیس ویسی باتیں ہوں گی

وہ موں جیشی جو نوکر ہوا ہے۔ جب باہر چاؤ۔ مجھے چھیرتا ہے۔ چاہے حضور نوکر رکھئے چا۔ یہ منزد رکھئے۔ حضور

میں باہر منزد جاؤں گی۔

بیگم صاحبہ - یہ کون موں جیشی ہے۔ محل دار جانا تو درا باہر رکھئے تو۔ کہتم خان ڈیلوڑھی پر ہے

ابھی نکالو انس موں جیشی کو۔ لوصاحب، ہمارے گھر کا نام بد نام ہوتا ہے۔ ابھی تو بڑے نواب کا چالیسو

بعی نہیں ہوا اور ابھی تے یہ باتیں ڈیلوڑھی پر ہونے لگیں۔ ناصح ایسے آدمیوں کا ہمارے یہاں کام

نہیں ہے۔

محمد اول ڈیلوڑھی پر گئی۔ کہتم خان کو نبلا یا۔

محمد اول - یہ جیشی کون نیا نوکر ہوا ہے؟۔

کریم خال - کیا تم نہیں جانتیں -

محلدار - میں موڑے کو کیا جانوں -

کریم - اسے وہی فولاد کا نواسہ مسمود -

محلدار - فولاد کا نواسہ مواد نیا بھم کا اٹھائی گیرا یہ چھوٹے نواب کو ہو کیا گیا ہے۔ ایسے آدمیوں کو  
گھیرتے ہیں۔ یہم صاحبہ نے حکم دیا ہے کہ ابھی لھر سے نکال دو۔

کریم - بہت خوب - (یہ بہت خوب اس لمحے میں کہا تھا کہ محل دار بھیں۔ کریم خال کو اس میں  
کچھ تامل ہے)

محلدار - بہت خوب نہیں۔ تم یہم صاحب کا مزاج جانتے ہو۔

کریم - میری طرف سے دست بستہ عرض کر کر حضور میرے نکالے نہیں نکل سکتا۔ بڑھاپر میں مجھے  
اپنی آبودینا منتظر نہیں وہ یوں ہی جس اور صراحت کتا ہے مجھ پر بھبھتیاں چھانٹنا ہے۔ آزارے کتابے  
میں گلریستا ہوں اور چپ ہو رہتا ہوں۔ ایسے کاموں کے کون منہ لگے۔ میں کچھ منہ سے کہوں وہ ایک لپٹے  
کی آجائے تو میرا فشار ہو جائے۔

محلدار - اچھا تو میں یونہی جا کے کہے دیتی ہوں۔

کریم - بیشک یونہی کہہ دو ہم اس کے منہ نہ چڑھیں گے۔

محلدار گھر میں گئی۔ اور جو کچھ کریم خال نے کہا تھا۔ من و عن بیان کر دیا۔ حدت المرا یسا واقعہ  
ہوا تھا کہ یہم صاحبہ کا کوئی حکم ٹلا ہو۔ خود بڑے نواب بیگ سے دستے تھے۔ اور ان کا مزاج بھی اس قسم کا  
تھا جو منہست کہا وہی کیا۔ زینٹل جائے آسان میں جائے اُن کا کہنا نہ ٹلے۔ فوراً دوسرا حکم صادر ہوا۔  
یہم صاحبہ۔ اچھا تو جاؤ چھوٹے نواب کو بلالا۔ اگر خدا نخواستہ طبعیت زیادہ ٹلیں ہو تو گد  
میں اٹھا لاؤ۔ اور نہیں تو پردہ کروں خود جاؤں گی۔

محلدار یہ حکم لے کے کریم خال کے پاس گئی۔

کریم خال - بوا محلدار اس حکم کی تحریک بھی مجھ سے نہیں ہو سکتی۔

محلدار۔ کریم خاں یہ آج جھیس ہو کیا گیا ہے۔ جو بات تم سے کہی جاتی ہے مگر اساقوڑ کے ہاتھ پر رکھے دیتے ہو۔

کریم خاں۔ میں تجھ کہتا ہوں۔ اس وقت میں چھوٹے نواب کے پاس نہیں جا سکتا۔

محلدار۔ کیوں۔

کریم خاں۔ کیوں کیا۔ نہیں جانتے۔

محلدار۔ آخر کچھ سبب توبیاں کرو۔ یہم تو مجھ سے ہندی کی چندی پوچھتی ہیں۔ یہاں تم ہربات کا دوٹوں جواب دیدتے ہو۔ میری جان موں آفت میں ہے۔ میرے پھرے کرتے کرتے ہنگیں ٹوٹ جائیں۔

کریم۔ بو میں تجھ کہتا ہوں۔ میرے جانے کا وہاں موقع نہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا کہوں۔

محلدار۔ اچھا تو بردہ کرائیں صاحب خود جائیں گی۔

کریم۔ یہم صاحب کے جانے کا بھی موقع نہیں ہے۔

محلدار۔ آخر کیوں۔

کریم۔ پھر وہی کیوں۔ کہہ دیا۔ موقع نہیں ہے۔

محلدار۔ بھلا حضور اس بات کو مانیں گی۔

کریم۔ مانیں یا نہ مانیں۔ میں نے جو بات اصل تھی کہہ دی۔

محلدار۔ تم تو مضم میں کہتا ہو۔ کچھ کھول کے بات کرو تو کوئی بھی بھی۔

کریم خاں۔ اچھا تو اب سنو۔ صاف صاف میں تو چاہتا تھا مالک کی چنبل نہ کھاؤں۔ اور تم جانشی ہو مجھے چھوٹے نواب سے کسی محبت ہے۔ مگر کیا کہوں۔ (ایک دوسرے منہ پر مار کے) تند کر پھوٹ گئی۔ اتنا کہہ کے کریم خاں روئے لگا۔

محلدار۔ میکا بلکا ہو گئی۔ آخر ماجرائی ہے۔ کھرا کے کہنے لگی۔ کہو تو کیا ہے۔ آخر طبیعت کیسی ہے۔

کریم خاں۔ (انسودامن سے پونچھ کے) طبیعت فضل الہی سے اچھی ہے۔

محلدار۔ پھر کیا ہے۔

کریم۔ ارے کہتا تو ہوں۔ تقدیر مچھوٹ گئی۔ وہاں اس وقت سب فرش میں اول فول پک رہے ہیں۔ چھوٹے نواب بیہوش بڑے ہیں۔

محلدار۔ کیا کس نے فلاں سر کھلادی؟۔

کریم۔ فلاں سر لئے بھرتی ہیں۔ وہاں بو تلیں الگی ہیں۔

محلدار۔ قوانین میں کیا نشرہ ہوتا ہے۔ دلائی پانی کی بو تلیں بڑے نواب کے وقت میں آتی تھیں۔ مجھے ایک دفعہ کھانا نہیں ہضم ہوا تھا۔ بڑے نواب نے مجھے ساری کی ساری بوتل پلا دی اُس میں تو نشرہ و شرکجھی نہیں تھا۔ اور اگر نشرہ ہوتا تو بڑے نواب کیوں پسندیتے۔ بیگم ہماری پتی ہیں۔

کریم خاں۔ کیا نہیں بنی ہو۔ دلائی پانی نہیں کالا پانی۔

محلدار تھو۔ تھو۔ اسے کیا نواب کی صحبت میں کوئی کالا پانی پیتا ہے۔ یہ مو حسینی پیتا ہو گا کریم خاں۔ سب پسندیتے ہیں۔

محلدار۔ اے ہے تو کیا چھوٹے نواب کی پسندیتے گے۔

کریم خاں۔ جی ہاں اس کا تور دنا ہے۔

محلدار۔ ہے ہے۔ لے جھلاب حضور سے کیا جا کے ہوں۔

کریم خاں۔ اسی لئے تو میں نہیں کہتا تھا۔

محلدار۔ ارے وہ کن لیں گی تو پہلے پہلے اپنا بڑا حال کرنیں گی۔

کریم خاں۔ ان سے کہنا مناسب نہیں۔

محلدار۔ (تھوڑی دیر تامل کر کے) دیکھو کریم خاں یہ بات اچھی نہیں۔ آخر ایک دن بھی یہ کھلے ہیں گا۔ بیگم سے کہہ دینا ٹھیک ہے۔ یہ کھرگی تباہی کے لمحن ہیں۔ ہم کو تم کو ایسی باتیں نہیں پڑھا سکتے۔

بیگم صاحبہ کے دشمنوں پر جو کچھ گذر چلتے میں تو کہہ دوں اگر

کریم خاں۔ میرے نزدیک تو اچھی نہ کھو۔

محلدار۔ پھر کہ ہوں۔

کریم خاں - اچھا تھیں اختیار ہے۔

دوسرے دن صبح کو میاں نبی نخش خراں خراں نواب مختار الدولہ کی ڈیورٹھی پر بہو نچے کھیں  
ٹکاؤ کا سہارانہ ملا۔ پہلے بھاٹک کے ارد گرد ہیرے بھیرے کیا کئے۔ آخر سامنے ایک بھلکی والے کی دوکان  
تھی۔ یہ وہیں بہو نچے۔ ایک پیریکی بھلکیاں لیں۔ گرم گرم تازی تازی بھلکیاں پیریکی پانچ میں۔  
اُن کو فوش کیا۔ اُس کے بعد تمام لوت میں نبے سے پانی لے کے پیا بھلکی والے کا حلقے کے پینے لگے تھوڑی  
دری کے بعد ادھر ادھر کی باتیں کر کے بھلکی والے کے یار خار بن گئے ایک پیریکی بھلکیاں اور بھائیں اُس  
دن بڑی دل رنگ نیٹھے رہے اماں ہمی گھر سے نکل آئیں۔ آخر ماہوس ہو کے واپس آئے دوسرے  
دن صبح کو بھر بہو نچے۔

نبی نخش۔ (بھلکی والے سے) بھئی کیا کہوں تھا رس بھلکیوں نے آج پھر کھنچ بلا یاۓ دلوانا تو  
ایک پیریکی۔

بھلکی والا۔ تو ایک پیریکی کیا لیتے ہو۔ دو پیریکی تولو۔ ایک پیریکی میں تو کہنے بھی نہ گرم ہو گا۔

نبی نخش۔ اچھا تو بھئی تھا رس خاطر۔ دو ہری پیریکی دیدو۔ مگر یا رچٹنی ذرا زیادہ دینا۔

بھلکی والا۔ تو جتنی جھی چھٹنی لے لو۔ یہ کہ کے چھٹنی کی ہنڈ پاسامنے رکھ دسی۔

نبی نخش۔ بھئی تم ہی اپنے ہاتھ سے لگاؤ۔ مگر یا رچٹنی تو باسی معلوم ہوتی ہے۔

بھلکی والا۔ واه بس۔ اس سے توجی جل جاتا ہے۔ ابھی صبح کو تو ہم نے پاؤ بھر کھٹائی پیس  
کے چھٹنی بسانی ہے۔ تم کہتے ہو باسی ہے۔ معلوم ہوا آپ چھٹنی کے پھانٹنے میں بڑے مشاق ہیں۔

نبی نخش۔ یہ پہلی ہوئی۔ آپ چھٹنی کے سوہار مجھے کہہ بیجے میں بر انہیں مانتا۔

بھلکی والا۔ (ایک ذرا اردو بھائی ہو کے) میں بھئی دلائلی نہیں کرتا۔ دل لگی اور دوکان داری

سے بیرون ہے۔

نبی نخش۔ تو کیا میں کچھ بُرا مانتا ہوں۔ آپ سو بار دل لگی کیجئے۔ میاں یہاں تو دن رات دل لگی میں بس رہوتی ہے۔

پھرکی والا۔ اچھا تو بھئی ہم بھرے دو کاندار۔ ہماری کی محال جو کا بکوں سے دل لگی کریں۔ نبی نخش۔ اچھا تو ہم ایسے گاہک نہیں ہیں۔ ہم تو یار انے کے عاشق ہیں تمہاری پھلکیاں دادڑا نسی اچھی معلوم ہوئیں۔ ذرایک، گھان خوب لکھا کر کے نکالو تو ایک آنے کی حکیم صاحب کے لئے لیتا جاؤں گا اگر ان کے منہ کو لگ گئیں تو دو ایک آنے روز کی میرے ہاتھوں منکوا پا کریں گے۔ پھرکی والا۔ (لڑکا دوکان پر بیٹھا تھا اُس سے) اے ذرا حقہ تو بھر لے۔

لڑکا۔ اوستاد تبا کو تو نہیں ہے۔

پھرکی والا۔ تو کیوں نہیں آتا۔ تبا کو نہیں ہے۔ تبا کو نہیں۔

نبی نخش۔ (چوپرہ تبا کو لوچ دروازے سے حکیم صاحب کے لئے خرید کے لائے تھے وہ انکے چادرے میں بندھا ہوا تھا فوراً چادر کھنوں کے لواس میں سے بھود۔ یہ کہ کے کوئی ڈینہ چھانگ تبا کو ٹکریہ سے توڑ کے لونڈے کو دیدیا۔ مال مفت دل بے رحم۔) پھرکی والا۔ نہیں بھئی تبا کو منکواں لیتے ہیں یہ نہ خوب کر دے۔

نبی نخش۔ تو کچھ ہمارے تمہارے غیریت ہے۔ جس یہی تو نجھے بُرا معلوم ہوتا ہے۔ پھرکی والا۔ اچھا تو بھئی خوشی تمہاری۔ لے بے لونڈے لے لے۔ بھرم حقہ جلدی سے ذبیخ تے، در پیسرہ روز کا تبا کو منکواتا ہوں یہ سب کا ہوں کے پئے جانا ہے یا یہ لونڈا اُڑایا کرتا ہے میں تو جب کلام میں لگا۔ جاتا ہوں مجھے حق پینے کی وار نہیں ملتی۔

نبی نخش۔ مجھے اور جو تم حقہ پیو تو کام نہ خراب ہو جائے۔ بھریہ بھلکیاں کوں تلے۔ پھرکی والا۔ جسی ہاں یہ آنچ کا کھیل ہے۔ ایک ذرایں بلکہ جاتا ہے۔

نبی نخش۔ بے شک اجی بڑا مشکل کام ہے اور بھئی ایک بارہ اور کھووا۔ یقین نہ آکے گا بھضوں کے ہاتھ میں بھئی مزا ہوتا ہے۔ بھرپر تمہاری بھماونج سے بھئی اکثر پکوں کے کھائیں۔ مگر یہ لذت

ہی نہیں آئی۔ اجی تھیں معلوم نہیں مجھے کوئی دس برسیں ہوئیں تھا رہی دوکان سے پھٹلیاں لیتے۔  
ایک اور خریدار۔ تین برس تو انھیں دوکان کے نہیں ہوئے۔ تم دس برس سے پھٹلیاں  
خریدار ہے ہو۔

نبی نخش۔ درست ہے۔ بارہ برس تو مجھے انھیں دیکھتے ہوئے ہو گئے۔  
خریدار۔ اکرائی اللہ اشکر کرو۔ ان کو یہاں دوکان کے ہوئے چار برس سے کچھ اور  
ہوئے ہوں گے یہ نکھلے جب نکالے ہیں۔ اُس کو کئے برس ہوئے ہوں گے؟۔  
ایک اور آواز۔ کوئی پانچ برس ہوئے ہوں گے۔ وہی اللہ اشکر کھویری پیاری کو پیدا ہوئے  
پانچ برسیں ہوئیں۔

خریدار۔ بی مہری ہاں تھیں ہے۔ اچھا تو پانچ چھ برس ہوئے ہوں گے۔ اچھا بی مہری  
یہاں دوکان کے لئے دن ہوئے ہوں گے۔  
مہری۔ بھی کوئی پانچ چھ برس ہوئے ہوں گے سے اللہ کے چھوٹے نواب کی بار صونیں سال  
کی گرہ گئی تھی۔

جنو۔ ہاں ہاں وہ جب بارہ دری میں ناج واقع ہوا تھا۔

مہری۔ وہ ناج واقع تو بڑی شادی میں ہوا تھا۔ جب تھا رہی دوکان کب تھی۔ وہی میں  
نئی نئی نوکر ہوئی ہوں وہی چھوٹے نواب ماشا اشکر سے گھوڑے پر چڑھے ہیں۔

خریدار۔ میں نے تو پہنچے ہی کہہ دیا بیٹے نکلے چکے ہیں۔ اُس کے بعد انھوں نے دوکان رکھی ہے  
مہری۔ اب یہ کو مجھے یاد نہیں۔ ہاں یہی کوئی پانچ چھ برسیں ہوئیں ہوں گے۔

میاں نبی نخش کو اس مسئلہ تاریخی سے کچھ زیادہ تعلق خاطر نہ رہا تھا کیونکہ اماں مہری جنگی  
تلائش میں یہ دو دن سے سرگردان تھے سامنے کھڑی تھیں۔ میاں جسنو پہلے خریدار کو پھٹلیوں کا دو نابنا  
کے دے چکے ہیں۔ وہ اب صرف ایک کش حق کے منتظر ہیں جسکے میاں نبی نخش کے قبضہ تحرف میسا ہے۔  
یہ مہری کے سراپا میں محو ہیں۔ اور جو کس کے دم ڈال رہے ہیں پھٹلی وابدی کی نظر بھی حق کی۔

طرف ہے۔ مگر تمبا کو سیاں نبی نخش کا عنایت کیا ہوا ان کو اس وقت حقہ پر مالکانہ تصریف کا دعویٰ ہے لونڈہ بالکل ہی ماخوس ہو کے سل کے پاس منہ بنائے بیٹھا بڑا بڑا رہا ہے۔ جی مہری چھنکیوں کی جلدی کر دی ہیں۔ میاں حسنونے ابھی گھان کڑھان میں ڈالا ہے۔ اب یہ اس فکر میں ہیں کہ پہلے حقہ پیوں یادوں بناؤں۔ ابھی تک کوئی رائے ترجیح قائم نہیں ہوئی ہے۔ میاں نبی نخش کا دم بھی اب کراں نہیں پڑتا۔ اُن کی تمام توجہ اس طرف ہے کہ جی مہری سے راہ نخن کھلے۔ کوئی تہمید معقول ابھی تک خیال میں نہیں آتی۔ مثلاً جس سے تعارف منظور ہو اُس سے یہ کہنا کہ یہ میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے تھی فقرہ بہت پڑانا ہو گی۔ یا مثلاً اُس کو کسی اسم فرضی سے مخاطب کیا۔ جب اُس نے کہا کہ میرا تو یہ نام نہیں۔ تو فوراً اپوچھا پھر کیا نام۔ جب اُس نے بتایا تو کہہ دیا۔ ہاں ہاں معاف کرنا بھول گیا تھا۔ بعد اُس کے صحیح نام لے کے اس سے باتیں کھولے گے۔ اس میں چند اس جدت نہیں۔ یا یہ کہ اگر مخاطب جنسِ موذث سے ہو۔ کسی کا نام لے کے پوچھا گی مثلاً خدا خال اب کہاں رہتے ہیں؟ جب مخاطب نے کہا کہ اوہی میں ان کو کیا جانوں؟ تو آپ ہنسنے لگے۔ اس صورت میں مخاطب ایک ذرا بھینپ کے سونپنے لگتا ہے کہ شخص نامبردہ کا اسم فہرست فائزین میں ہے یا نہیں۔ انکی حالات میں مخاطب بات کو ٹال کے کوئی اور تہمید شروع کر دیتا ہے۔ ایسے ایسے سیکڑوں فقرے کھلاڑیوں کے منجھے ہوتے ہیں۔ اور ان سب سے جست ترقیر یہ ہے کہ مطلوب الخطاب کے حالات شخص ثالث سے دریافت کر لئے اور بہت ہی موثر اور سریع التاثیر تدبیر دوستی بڑھانے کی یہ ہے کہ جس شخص سے دوسری بڑھانے ہے جب اُس شخص ثالث سے دل لگی ہوتی ہو تو جس سے دوستی کرنا ہے اس کی طرف سے خواہ خواہ جواب دینے لگے مگر یہ تدبیر اس صورت میں چل سکتی ہے جہاں ہم نہیں کامو قع ہے۔ یا اس سے بہتر یہ ہے کہ اگر وہ کسی سے باتیں کرتا ہو تو اُسے غور سے ستارہ ہے اور اُس سے چند نکتے اخذ کر لے۔ دونوں صورتوں میں بعض حالات اس کی حیات گذشتہ کے معلوم ہو جائیں گے۔ عند الکلام اس معلومات سے کام لے اس مخاطب کو یقین ہو جائے گا کہ تسلیم اس کے نجی کے حالات سے کسی قدر واقعہ ہے اور بہت جلد بے تکلف ہو جائے گا۔ میاں نبی نخش نے اس تدبیر سے کام لیا۔ ادصر تو حقہ جواب قریب چلنے کے تھامیاں حسنونے کے ہاتھ میں دے کے فوراً مہری کی طرف متوجہ

نبی نخش - میں نے کہا مجھ سین تو کوئی نوبر سس تو ہوئی ہوں گی اس سرکار میں نوکر ہوئے  
مہری - (پہلے تو کچھ متوجہ سی ہوئی) اس لئے کہ نبی نخش کا قیاس مطابق واقع تھا انھوں نے  
دل ہی دل میں شارٹگالیا تھا کہ بارھوں سال کی گڑھ کو پانچ برس ہوئے۔ بڑی شادی اکثر چھٹے  
سا تو میں سال ہوا کرتی ہے۔ اس حساب سے نو دس برس ہوتے ہیں (مہری کو اپنی پہلی تقدیر یاد  
رکھنے کی کوئی وجہ نہ تھی) ہاں یہی کوئی نو دس برس میں ہوئی ہوں گی۔

نبی نخش - تو چھوٹے نواب کی مسلمانی کو نوبر سس ہو گئے۔ اے یونچ دن جاتے بھی کچھ در  
نہیں لگتی۔ ابھی کھل کی بات ہے۔

خیدار - (دونا ہاتھ میں لے کے) جی ہاں۔ دن جاتے دیر نہیں لگتی۔ یہ کہہ کے ایک پھٹکی منہ  
میں رکھی اور چلتے ہوئے۔

نبی نخش - کہہ، اب اس سرکار کا کیا حال ہے۔

مہری - اچھا حال ہے اور کیا حال ہے۔

نبی نخش - اسی میرا مطلب ہے کہ کسی کے آدھہ برائے کام ہمارہ بھی ہو سکتا ہے۔

مہری - اسدر کھوچھوٹے نواب کی سرکار میں نہ نہ نوکر ہوتے ہیں۔ کیوں کیا تم کیسیں فوٹ  
نہیں ہو۔

نبی نخش - جی میں نوکر ہوں۔ میرا بھائی بہت دنوں سے یونہی بیٹھا ہے۔

مہری - دیکھو میں کھوں گ۔ میں ایک بات بے ضمانت دینا ہوگ۔

نبی نخش - ضمانت ایک سے بزرگ تک کی خود ہمارے چیکم صاحب کو دیں گے۔

مہری - کون چیکم صاحب۔

نبی نخش - (اس وقت نام بتانا خلاف مصلحت بجھے کے) وہی چیکم صاحب جو درگاہ کے پاس  
لہستہ ہیں۔

مہری۔ اے تو نام بتاؤ۔

بنی بخش۔ (بھولے بن کے) بھی نام تو مجھے معلوم نہیں۔

اس بات پر مہری نے زور سے ایک قہقہہ مارا۔ میاں حسنوبھی مسکراتے۔

حسن۔ انھیں کہاں۔ لوٹا صاحب یہ نوکر ہیں کہ ماں کا نام تک معلوم نہیں۔

بنی بخش۔ اپنا ہر کھانے سے ہو کے) ہمیں نام سے کی مطلب۔ کام تک کام ہے۔ مشور (مشہور)

حکیم ہیں۔ سب ہم صاحب کہتے ہیں۔ وہی میں بھی کہتا ہوں۔

مہری۔ اچھا تو سامنا کر دو گے۔

بنی بخش۔ برابر۔ (برابر)

مہری۔ اچھی بھی تو میر کر دوں گے۔ مل ایک جہینہ کی تختواہ لوں گی۔ جو دستور ہے سارا

زمانہ جانتا ہے۔ اس میں نہ ایرانی چوری نہ پیران دغا بازاری۔

بنی بخش۔ (بہت لڑکوں کے) تو ہم تم سب آدمی ہیں پھر کھائیں گے کیا۔ آدھی تختواہ لے لینا۔

مہری۔ (کسی قدر بے پرواں سے) دستور کی مخالف (خلاف) نہ ہو گا۔ اچھا دودھ کر کے

دنے بینا۔

بنی بخش۔ (بہت گھالڑا کے) تو ہم غریب آدمی ہیں اتنا نہ ہو سکتا۔ کیوں میاں حسن۔ آدمی بات  
وہ کہ جو ہو سکے۔

حسن۔ میاں حسن اپنے گھان کی طرف متوجہ تھا ایک پھلکی جلی جاتی تھی اُسے نکال رہے تھے کہا  
سینخے سے نکل کے کڑا عاداں سر گر گئی۔ بلکہ جنت ہوئے تسلی کی ایک چھنپیت بھی ان کے ہاتھ پر پڑ گئی اُس سے  
کسی قدر جھلائے ہوئے تھے۔ بھی تم جانو وہ جانیں۔ دستور تو ہے۔ ابھی میرا بھتیجا نوکر ہوا ہے ایک  
تختواہ دینا پڑتے ہیں۔

مہری۔ بھی دیتے ہیں۔ اور بھی ایک دفعہ میں لوں گی۔ مشاور اشہرچھوٹ سرکار کا رخان  
لکھ رکھ۔ اور میں تو کچھ نہیں جانتی جو نوکر ہو گا ازے کرے گا پھر مجھے کوئی کچھ دیا کرے گا۔

نبی نخش - اچھا تو میں انھیں کہاں لے کے آؤں؟ -

مہری - ڈیوٹری پر اور کہاں - امام مہری کہہ کے پوچھ لینا -

نبی نخش - تو نام کیا مجھے معلوم نہیں - میں نے اس لئے کہا کہ امیر کی ڈیوٹری سے شاید کوئی رونکے

لوگ -

مہری - نہیں تم پیدے کے کوئی خال کے پاس چلا آنا - اور میرا نام لینا - کہنا - میں ان کے پاس

آیا ہوں -

نبی نخش - اہا تو کریم خاں ابھی تک ہیں -

مہری - ہیں نہیں تو کیا خدا نخواستہ ان کے دشمن ..... کیا تم انھیں جانتے ہو؟ -

نبی نخش - میں انھیں جانتا ہوں - چلے اب وہ نہ پہچانیں - اور کیا تم انھیں نہیں جانتا - یا تم

مجھے انھیں جانتی -

مہری - زپھے تو سوت دیکھنے لگی - مگر اس وقت عدم تعارف پر اصرار کرنا کچھ ایسا ضروری نہ

تھا) ہاں آں ..... -

نبی نخش - اور تنخواہ کیا ہوگی؟ -

مہری - وہی تین روپیہ مہینہ -

نبی نخش - اور تنخواہ کا کیا حساب ہے - مہینہ کے ہینہ بٹتی ہے نہ -

مہری - بڑے نواب کے وقتوں میں تو مہینہ کے ہینہ بٹتی تھی - اب کا حال نہیں معلوم -

جنو - (دوفون دو نے تیار کر چکے تھے لونڈے نے حقہ بھر سے بھرا لے گئا) ارادہ

تھے کہ قبے شرکت اور بلاعزم احمد خود ہی پسکیں - کیونکہ دو مرتبہ ایسا ہو چکا تھا کہ جب حقہ بھرا گیا میاں نبی

نپل کے جلا دیا - جب میاں جسنو تک پہنچا - اگر چہ تبا کو میاں نبی نخش کا سی کگی بھر بھی ایک ازان کہا

صبر کر سکتا ہے - بھی تم بھی لکنے جوئی ہو - گھر گھوڑا نخاس مول - پس اپنے بھادڑ کو لاو - مالک کا سامنا

کروادو - بات چیزیں جو کچھ ہونا ہو گی ہو سہا رے گی - بھی سے نکاح کی شرطیں کرتے ہو - اس نے فائدہ؟

نبی نخش۔ (اب زیادہ بھرنا اور باتوں کو طول دینا ایسا ضروری نہ تھا) سچ کہتے ہو۔ اچھا تو میں انھیں کل نہیں تو پرسوں لے کے آجاؤں گا۔  
مہری۔ جب جی چاہیے۔

دو نوں اپنے اپنے دوسرے کے روائے ہو گئے۔ تو پ دروازے سے حضرت عباس کی درگاہ تک زیادہ سے زیادہ دس منٹ بک کی راہ ہو گی۔ لیکن ہمارے میاں نبی نخش صاحب مسولاً ایک گھنٹے میں پہنچا کرتے تھے۔ کچھ ایسے سُست رفتار بھی نہ تھے۔ بات یہ تھی کہ آپ کو تھہ سے از حد شوق تھا۔ کچھ اس راستہ پر موقوف نہیں۔ یہ گلی کوچے میں آپ کے حصہ پینے کے سیکڑوں ٹھیکے تھے۔ مثلاً اس راہ میں حسنوکی دوکان سے بچکیاں لکھاتے ہوئے چلے۔ فیضونگڈھی کی دوکان پر ٹھیکہ لیا۔ یہاں پانی پیا اُس کی دوکان سے تباکو لے کے حصہ بھرا۔ دوچار کش لئے۔ حصہ فیضو کے ہوا لے کیا۔ آگے بڑھے۔ آگے رجب بخڑے کی دوکان می۔ اُس سے تین پیسہ کی آزادی لیں۔ یہاں بھی حصہ پینا ضروری ہے آگے بڑھے تباکو دالے کی دوکان می۔ یہاں ایک بڑا جنگی حصہ ہر وقت بھرا رہتا ہے۔ آریز دروند پر دا جب ہے کہ جب ادھر سے گزرے ایک دوکش پی لے۔ اور چار قدم آگے بڑھے چاڑوں کی دوکان می۔ یہاں فرض کر لیجئے کہ خفیہ افیون بکتی ہے۔ یہ قدر اسٹیشن ہے یہاں کم از کم آدھ حصہ قیام ضروری ہے۔ دوپیر کی پڑ بیا افیون کی لگھوں کے پی۔ ایک پیسہ کے بیکٹ اور ایک پیسہ کی پیالی چار کی پی۔ خود ہی حصہ بھرا۔ خوب جی بھر کے پیا۔ اب تازہ دم ہو گئے۔ علی ہذا القیاس سیکڑوں موقعے حصہ پینے کے ہر جگہ میں سنتے تھے۔ ہر دوکان پر حصہ پینے کا سہل اصول یہ تھا۔ کہ اکثر لوگ حصہ کے شائق ہوتے ہیں۔ مگر اپنے باجھ سے بھرنا پسند نہیں کرتے۔ میاں نبی نخش کو اس میں خاص ملکہ تھا۔ بہت ہی پھر تے حصہ بھرتے تھے مگر اس وصف کے ساتھ اتنا عیت بھی تھا کہ اگر دوسرا پینے والا غفلت کرے تو بہت ہی جلد جلا بھی دیتے تھے حکیم صاحب ان کی ان حرکتوں سے اکثر نالاں رہتے تھے۔ مگر خفیہ کارروائیوں میں بغیر ان کے کام ہی نہیں حل پسکتا تھا۔ اس وجہ سے یہ حکیم صاحب کی زندگی میں میاں نبی نخش ایک جزو لا نیفا ہو گئے تھے۔ یہ حکیم صاحب کے خاص خدمت گار تھے۔ ان کے علاوہ ایک بڑھا آدمی غلام علی دروازے پر اور تھا چار کھار بخڑے